تحفظِ ختمِ نبوت اور وطنِ عزیز پاکستان!

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

قیامِ پاکستان کے ۲۶؍سال بعد ۷؍ستمبر ۱۹۷۴ء کو اسلامیانِ پاکستان کو سب سے بڑی اور حقیقی خوشی یہ حاصل ہوئی کہ تقریباً ایک صدی کی جدوجہد کے بعد کسی آزاد اسلامی جمہوری ملک میں مسلمانوں کے اہم ترین عقیدہ ’’ختمِ نبوت‘‘ کو آئینی تحفظ میسر آیا۔ تحریکِ ختمِ نبوت کی امارت کا اعزاز عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت کے مرکزی امیر محدث العصر حضرت علامہ سید محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ کو حاصل تھا اور پارلیمان میں علماء امت کی ترجمانی کا شرف حضرت مولانا مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ کو نصیب تھا، جبکہ دیگر تمام مسالک کے علماء کرام میدانِ عمل اور پارلیمان میں ان ہر دو بزرگوں کے شانہ بشانہ تھے، اس مشترکہ مخلصانہ محنت کی بدولت اللہ تعالیٰ نے یہ کامیابی مقدر فرمائی۔

حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ اس باب میں اپنے استاذِ گرامی قدر امام العصر حضرت علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کے صحیح علمی و فکری جانشین تھے، جنھیں قادیانی فتنے کی زہرناکی نے بسمل کی طرح تڑپائے رکھا اور آپ چھ ماہ تک راتوں کو اس فکر میں گھلتے رہے کہ اس فتنے کا سیلاب دینِ اسلام کے گلشن کو نہ اُجاڑ دے، یہ تڑپ آپ کو سونے نہ دیتی تھی۔ یہی درد و احساس اور اضطراب حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ میں منتقل ہوا اور آپ کی فکرمندی اور نالۂ نیم شبی کے صدقے قادیانیت کے فتنے کو پاکستان میں آئینی طور پر بھی غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا۔ قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دلانے کے بعد آپؒ نے علمائے کرام اور مخلص مسلم عوام کو اس جانب متوجہ فرمایا کہ اس فتنے کے مکمل خاتمہ کے

لیے قادیانیوں کو دعوتِ اسلام دی جائے، انھیں آنحضرت ﷺ کے دامنِ رحمت میں لانے کی محنت کی جائے، قادیانی وساوس کا شکار عوام کے شبہات رفع کیے جائیں۔ آپؒ نے ایک موقع پر مسلمانوں کو اس کام کی تحریض و ترغیب دلاتے ہوئے ارشاد فرمایا:

”ہم تمام مسلمانوں سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ اپنے تمام فروعی اختلافات ہمیشہ کے لیے بھلا کر تبلیغِ اسلام اور ردِ مرزائیت میں مشغول ہو جائیں۔“

(ماہنامہ بینات، شعبان المعظم ۱۳۸۷ھ۔ بصائر وعبر، حصہ دوم، صفحہ: ۲۰۷)

چنانچہ آپؒ نے خود بھی پاکستان اور بیرونی ممالک کے دورے کر کے وہاں مجلس تحفظِ ختمِ نبوت کی شاخیں قائم فرمائیں اور اپنے تربیت یافتہ شاگردوں کو بھی اندرون و بیرونِ ملک اس کام میں لگائے رکھا، انھیں اس کام کے مفید و مؤثر طریقے وضع کر کے دیے اور دوسری مثبت و کارآمد ترتیبات قائم فرمائیں۔

اس فیصلے کو تقریباً اکیاون سال ہو چکے ہیں اور یہ مہینہ بھی ستمبر ہی کا ہے، اس لیے ہم سب مسلمانوں کے لیے بہت ضروری ہے کہ اپنے ان اکابر کی محنتوں اور ان کے عملی طریقوں کو سامنے رکھ کر دامے، درمے، قدمے، سخنے اس کام میں لگ جائیں، تاکہ یہ فتنہ اندرون و بیرونِ ملک اپنے بیخ و بن سے ختم کیا جا سکے، اور اپنے مسلمان بھائیوں کے دین و ایمان کی حفاظت ہو سکے۔

جشنِ آزادی ...... مگر کیسے؟

۱۴؍ اگست ۱۹۴۷ء کو پاکستان کا قیام اپنے اس مبینہ مقصد کے تحت ہوا تھا کہ ہم کفار کے تسلط سے آزاد ہو کر ایک آزاد اسلامی فلاحی ریاست بنائیں گے، جہاں حضور اکرم ﷺ کی تعلیمات خطۂ ارضی پر اُسوۂ حسنہ بن کر اُبھریں گی، الحمد للہ! کچھ حد تک اس پر عمل درآمد بھی ہوا، جیسا کہ قراردادِ مقاصد اور ۱۹۷۳ء کا آئین ہے۔ ہمیں چاہیے کہ ۱۴؍ اگست کو تجدیدِ عہدِ وفا کریں اور اسلام کے نفاذ کے لیے اقدامات کو عملی طور پر آگے بڑھائیں اور جو بھی رکاوٹیں درپیش ہیں، ان کو حکمت، تدبر اور فہم و فراست سے دور کرنے کی کوششیں کریں، اس کے ساتھ ساتھ آزاد اسلامی وطن میں آزادی کی سانسیں لیتے ہوئے ہمیں بارگاہِ خداوندی میں سجدہ ریز ہونا چاہیے، گناہوں سے توبہ و شرمندگی کے احساس کو بیدار کر کے آئندہ کی زندگی کا سفر معصیت اور لہو و لعب سے پاک شروع کرنا چاہیے، اور جس مقصد کے تحت پاکستان کا قیام عمل میں آیا تھا، اس کے لیے ہمیں عملی جدوجہد کرنی چاہیے، اس لیے کہ غلامی سے بڑھ کر کوئی ذلت و خجالت اور آزادی سے بڑھ کر کوئی نعمت و انعام نہیں۔ قرآن کریم